شعبان کی بدعتیں

بدعة شعبان باللغة الأردية

ترتیب وپیش کش:

مشتاق احمد کریمی

صدر الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار، بہار

ناشر

الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار، بہار (انڈیا)

Email:alhilalsociety@rediffmail.com

mushtaqueahmadkarimi@indiatimes.com

ترتیب وپیش کش: مشتاق احمد کریمی
صدر الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کٹیہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعبان کی بدعتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ ، وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلیٰ مَنْ لاَ نَبِیَّ بَعْدَہُ، أمَّا بَعْدُ:

میرے پیارے مسلمان بھائی: ایک پکے سچے مسلمان کو اس بات کا پختہ وغیر متزلزل عقیدہ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ دینِ اسلام کو مکمل کر دیا ہے اور آپ ﷺ اس وقت تک اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک آپ نے خیر و نیکی اور دین کے تمام اعمال وعبادات کو اپنی امت کے لئے بیان نہ کر دیئے ہوں اور شر و بدی اور دین کے مخالف تمام کاموں کو اپنی امت کے سامنے واضح نہ کر دیئے ہوں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿**یَا أیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أنْزِلَ إلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ، وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ**﴾ (المائدہ:۶۷) ''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

میرے پیارے بھائی! اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حبیب مصطفیٰ ﷺ نے کچھ خیر و نیکی کا کام امت تک نہیں پہنچایا یہانتک کہ فلاں بزرگ شخص آئے اور انہوں نے فلاں نیکی وخیر کے کام کی تبلیغ کی تو اس نے نبی کریم ﷺ پر تبلیغ رسالت میں کوتائی برتنے کا بہتان لگایا۔ اعاذ نا اللہ منہا۔ اب اس کا ٹھکانہ کہاں ہوسکتا ہے ہر خردمند شخص خود فیصلہ کرسکتا ہے۔

اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل ومکمل کر دیا ہے ارشاد الٰہی ہے: ﴿**اَلْیَوْمَ أکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الإسْلاَمَ دِیْناً**﴾ (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا''۔

پیارے مسلمان بھائی! آپ یہ بات ذہن نشیں کرلیں کہ اب اس دین میں نہ کسی کے لئے کچھ اضافہ کرنے کی گنجائش باقی ہے اور نہ کسی کو اس کے کسی امر کو باطل ومنسوخ کرنے کا اختیار ہے اور دین اپنے حقیقی معنیٰ میں کامل مکمل اور غیر قابل اصلاح ہے۔

نیز یہ عقیدہ رکھنا بھی لازمی ہے کہ دین کا جو کام جس وقت، جس طریقہ اور جس تعداد میں حبیب مصطفیٰ ﷺ نے کیا ہے، یا کرنے کا حکم دیا ہے اس کام کو اسی وقت میں، اسی طریقہ سے اور اسی تعداد میں بجالانا ضروری ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**یَا أیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لاَتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ ، إنَّہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ**﴾ (الحجرات:۱) ''اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو،

یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے''۔

پیارے مسلمان بھائی! اب کوئی دین کا کام حبیب پاک ﷺ کے بتائے ہوئے وقت یا طریقہ یا تعداد کے خلاف ادا کیا جائے تو یہ اللہ ورسول سے آگے بڑھنا شمار ہوگا اور نبی پاک ﷺ کی رسالت کی قدر و قیمت اور تعظیم میں حرف آئے گا۔

نیز ایک پکے سچے مومن کو یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ جو شخص حبیب پاک ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو حبیب مصطفیٰ ﷺ نے نہیں کہی ہے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾ ''جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ (مسلم)۔
اور ابن ماجہ کی روایت میں حبیب پاک ﷺ کے یہ الفاظ ہیں: ﴿مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾ ''جو شخص مجھ پر ایسی بات بنائے جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔

پیارے مسلمان بھائی! جب نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کی یہ سزا ہے تو اس جھوٹی بات پر عمل کرنے والے کا کیا حشر ہوگا؟ کیا اس جرم کو وضاعین حدیث پر ڈال کر وہ بری ہو جائے گا؟ ہر ذی ہوش اور عقل مند شخص سمجھ سکتا ہے۔

نیز ایک پکے سچے مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسا عمل وطریقہ اختیار کرے، ان کے طرز عمل کو اپنائے اور ان کے منہج وطریقہ سے باہر نہ جائے تو اس کی ہدایت وکامیابی کے لئے کافی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَإِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (البقرہ: ۱۳۷) ''اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے''۔

پیارے مسلمان بھائی! اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو خطاب فرما کر بتایا ہے کہ اے صحابہ رسول کریم ﷺ اگر دوسرے لوگ تمہارے جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پا جائیں اور اگر ان کے طریقہ سے منہ موڑیں تو اختلاف کی دلدل میں پھنسیں اور سب کیا کرایا غارت، ضائع اور برباد ہو جائیں۔

میرے پیارے مسلمان بھائی! اب آپ شعبان کے مہینہ کے تعلق سے اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کیا ہمارا عمل صحابہ کرام کے عمل جیسا ہے؟ کیا ہمارا طریقہ عبادت صحابہ کرام کے طریقہ عبادت کے موافق ہے؟ کیا ہماری روش صحابہ کرام کی روش جیسی ہے؟ آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ ماہ شعبان میں ان کا کیا طرز عمل تھا اور ہمارا کیا طرز عمل ہے؟

ماہ شعبان کے تعلق سے چند صحیح ترین احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: ﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايَصُوْمُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَاماً مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ﴾ (متفق علیہ) ''رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے چلے جاتے یہاں تک

کہ ہم یہ کہنے لگتے کہ آپ روزہ رکھنا نہ چھوڑیں گے، اور آپ ﷺ روزہ چھوڑتے چلے جاتے یہاںتک کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے رمضان کے سوا کسی ماہ کا روزہ مکمل رکھے ہوں اور میں نے آپ ﷺ کو ماہ شعبان کے مقابلہ میں زیادہ روزہ رکھتے کسی مہینہ میں نہیں دیکھا''۔

۲۔ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: ﴿**مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ**﴾ (احمد، نسائی، ترمذی، طحاوی) ''میں نے نبی کریم ﷺ کو شعبان و رمضان کے علاوہ کسی دوسرے دو مہینوں میں مسلسل روزہ رکھتے نہیں دیکھا''۔

۳۔اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو نہیں دیکھتا کہ آپ کسی بھی مہینہ میں اتنا زیادہ روزہ رکھتے ہوں جتنا آپ شعبان میں رکھتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**ذَاكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلىٰ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ**﴾ (احمد، نسائی، البانی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے: ۱۸۹۸) ''یہ رجب و رمضان کے مابین وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غفلت کا شکار ہیں، شعبان وہ مہینہ ہے جس میں رب العالمین کے پاس اعمال اٹھائے جاتے ہیں، لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ بحالت روزہ میرا عمل اٹھایا جائے''۔

میرے پیارے بھائی! ان صحیح ترین احادیث پاک کو دوبارہ غور سے پڑھئے، ان میں ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ کی کوئی تخصیص نہیں ہے، ان میں صرف یہ ذکر ہے کہ حبیب مصطفیٰ ﷺ بہت کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ گویا آپ ﷺ پورے مہینہ کا روزہ رکھ لیتے تھے۔

اب شعبان یا شعبان کی پندرہویں تاریخ کی تخصیص کے سلسلہ میں نہایت درجہ ضعیف احادیث جن سے استدلال کرنا جائز و درست نہیں، درج ذیل ہیں:

۱۔انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ماہ رمضان کے بعد کس ماہ میں روزہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**شَعْبَانَ لِتَعْظِيْمِ رَمَضَانَ، قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلصَّدَقَةُ فِيْ رَمَضَانَ**﴾ ''ماہ رمضان کی تعظیم میں شعبان کا روزہ۔ پھر دریافت کیا: کس ماہ میں صدقہ وخیرات کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماہ رمضان میں صدقہ کرنا''۔

اس حدیث کو امام ترمذی، طحاوی، بغوی نے روایت کیا ہے اور ابن الجوزی نے اسے العلل المتناہیہ ۲/ ۶۵ میں روایت کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس حدیث کا ایک راوی صدقہ بن موسیٰ ہے، جس کے بارے میں یحییٰ بن معین نے کہا: صدقہ بن موسیٰ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابن حبان نے کہا: حدیث صدقہ کے فن میں سے نہیں ہے، جب وہ روایت کرتا ہے تو حدیثوں کو الٹ دیتا ہے جس سے وہ استدلال کی حد سے خارج ہو چکا ہے۔ امام ترمذی نے کہا:

محدثین کے نزدیک صدقہ قوی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ کی صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں ہے کہ ''ماہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے''۔

۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں ایک رات نبی پاک ﷺ کو بستر سے گم پایا، میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع میں ہیں۔ مجھے دیکھ کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات کا خوف کھاتی ہے کہ تجھ پر اللہ اور اس کے رسول ظلم و جور روا رکھیں گے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ سمجھا کہ آپ بعض دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنَ شَعْبَانَ إِلىٰ سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لأَكْثَرِ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ**﴾ ''اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو آسمانی دنیا میں نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کے بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش کر دیتا ہے''۔

اس حدیث کو امام احمد، ترمذی اور ابن الجوزی نے العلل المتناہیۃ میں روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو ہم حجاج کی سند سے جانتے ہیں اور میں نے امام بخاری سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور فرمایا: یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا ہے اور حجاج نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نہیں سنا ہے۔ ابن جوزی نے امام ترمذی کی بات نقل کرنے کے بعد فرمایا: امام دارقطنی نے کہا: یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے اور اس کی سند مضطرب و غیر ثابت ہے۔

۳۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**إِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهِ، إِلاَّ لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ**﴾ ''اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو بندوں کو جھانکتا ہے اور مشرک یا کینہ پرور کو چھوڑ کر اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے''۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ، طبرانی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ علامہ بوصیری نے کہا: ابوموسیٰ کی حدیث کی سند عبداللہ بن لہیعہ کے ضعف اور ولید بن مسلم کی تدلیس کے سبب ضعیف ہے۔

۴۔ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿**إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلىٰ سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: أَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ! أَلاَ مُسْتَرْزِقٍ فَأَرْزُقَهُ، أَلاَ مُبْتَلىً فَأُعَافِيَهُ! أَلاَ كَذَا وَكَذَا، حَتىّٰ يَطْلَعَ الْفَجْرُ**﴾ ''جب ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ آئے تو تم اس رات قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد آسمانی دنیا میں نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: ''کوئی ہے مغفرت کا طلب گار کہ میں اسے بخش دوں! کوئی ہے روزی کا خواستگار کہ میں اسے روزی دوں! کوئی ہے مصائب کا گرفتار کہ میں اسے عافیت سے

در کنار کروں! اور کوئی ہے...... اور کوئی ہے...... یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے''۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ بوصیری نے کہا: اس حدیث کی سند میں ابن ابی سبرہ ہے جس کا نام ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ ہے، اس کے بارے میں امام احمد اور ابن معین نے کہا: یہ شخص حدیث گھڑا کرتا تھا۔ حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا: محدثین نے اس کے متعلق کہا: کہ یہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔ علامہ عقیلی نے بھی اس کے بارے اسی طرح کی بات کہی ہے۔

ظاہر ہے اس طرح کی متکلم فیہ احادیث سے استدلال کرنا اور ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کی فضیلت ثابت کرنا جسے اب شب براءت کا نام دیا جاتا ہے، اسلام اور خود حبیب پاک ﷺ پر ظلم ہے، جس کا کوئی پکا سچا مسلمان روادار نہیں ہوسکتا۔

اب ہم ان احادیث کو بھی مختصراً بیان کرتے ہیں جن کو حفاظ حدیث اور ماہرین حدیث نے کسی بدقماش کا گھڑا ہوا، خانہ ساز، من گھڑنت اور موضوع قرار دیا ہے اور جنہیں حدیث رسول پاک ﷺ کہنا بھی پاپ ہے اور اس کی نسبت حبیب مصطفیٰ ﷺ کی طرف کرنا گناہ عظیم ہے۔ ان احادیث میں:

ا۔ حدیث ﴿**رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِیْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِیْ**﴾ ''رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے''۔

اس حدیث کا ایک راوی ابوبکر نقاش مفسر ہے جس کے بارے میں حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر نے کہا: نقاش دجال اور حدیث گھڑنے والا ہے۔ ابن دحیہ نے کہا: یہ حدیث موضوع ہے۔ اس حدیث کو علامہ ابن الجوزی، علامہ صغانی اور علامہ سیوطی نے بھی موضوع قرار دیا ہے۔

۲۔ حدیث ﴿**يَا عَلِيُّ مَنْ صَلّٰى مِائَةَ رَكْعَةٍ فِیْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَقْرَأُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، يَا عَلِيُّ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّیْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ إِلَّا قَضٰى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ كُلَّ حَاجَةٍ طَلَبَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ**﴾ ''اے علی! جو شخص ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو سو رکعت نماز پڑھے جس میں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے، اے علی! کوئی بندہ نہیں ہے جو ان نمازوں کو پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت وضرورت کو جو وہ اس رات مانگے پوری کر دیتا ہے''۔

اس حدیث کو علامہ ابن الجوزی نے اپنی کتاب موضوعات میں تین طرق سے بیان کیا ہے اور کہا ہے: اس حدیث کے موضوع ہونے کے بارے میں مجھے کوئی شک وتردد نہیں ہے اور اس حدیث کے تینوں طرق میں مجہول اور انتہائی درجہ کے ضعیف راوی ہیں۔ اس حدیث کو علامہ ابن القیم، علامہ سیوطی اور علامہ شوکانی نے بھی موضوع ومن گھڑت اور خانہ ساز قرار دیا ہے۔

۳۔ حدیث ﴿**مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَقْرَأُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ**﴾ ''جو شخص ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو بارہ رکعت نماز

پڑھے جس میں ہر رکعت میں قل ہواللہ احد تیس مرتبہ پڑھے تو وہ نماز سے نہیں نکلے گا مگر جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا''۔

اس حدیث کو علامہ ابن قیم نے المنار المنیف میں اور علامہ سیوطی نے اور ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا ہے۔

اس حدیث کے راویوں میں مجہول لوگوں کی ایک پوری جماعت ہے۔

میرے پیارے مسلمان بھائی! آپ بخوبی جان سکتے ہیں کہ ان خانہ ساز، جھوٹی، من گھڑنت اور موضوع احادیث سے حجت پکڑ کر اپنے برصغیر ہند و پاک میں جو عید، میلہ، گھروں کو چراغاں، مُردوں کی پسند کے کھانے، مٹھائیاں اور خوشیاں منائی جاتی ہیں کہاں تک درست اور صحیح ہوسکتا ہے؟ اب ہم یہ خانہ ساز عید، میلہ، تیوہار اور خوشی کیسے شروع ہوئی، کس نے شروع کی اور کب شروع کی؟ اس کی تفصیل ذیل میں درج کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس عید و خوشی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور مسلمان کس کی نقل کر رہے ہیں، اپنے نبی پاک محمد مصطفی ﷺ کی، صحابہ کرام کی، یا امتی میں سے کسی ادنیٰ شخص کی، یا پھر ہندوؤں کے رام نومی و دیوالی، مجوسیوں کی آتش بازی اور عیسائیوں کے کرسمس کی؟

عید شبِ براءت کی ابتدا: عکرمہ رحمہ اللہ سے آیت: ﴿**إِنَّـا أَنْـزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ ، إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ، فِيْهَا يُـفْـرَقُ كُـلُّ أَمْـرٍ حَـكِيْـمٍ**﴾ (الدخان: ۳ تا ۴) ''یقیناً ہم نے اس قرآن کو بابرکت رات میں اتارا ہے، بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے''، کی تفسیر میں منقول ہے: ''اس رات سے مراد ماہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، جس میں سال بھر کے تمام فیصلے کئے جاتے ہیں، مردوں سے زندوں کا نام لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس سال حج کرنے والوں کا نام بھی لکھا جاتا ہے، اب اس میں کسی نام کا اضافہ کیا جاسکتا ہے اور نہ حذف''۔

لیکن جمہور کے نزدیک اس رات سے مراد ''**لیلة القدر**'' (شبِ قدر) ہے، ''شب براءت'' نہیں، جیسا کہ دوسرے مقام پر صراحت ہے: ﴿**شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ**﴾ (البقرہ: ۱۸۵) ''رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا''۔ ﴿**إِنَّـا أَنْـزَلْـنَـاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ**﴾ ''ہم نے یہ قرآن ''شب قدر'' میں نازل فرمایا۔ اب اس قرآنی نص صریح کے بعد یہ دعویٰ کہ اس رات سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے جسے ''شب براءت'' کہا جاتا ہے باطل و غلط اور بڑی جسارت ہے۔ لہٰذا تعجب اس شخص پر ہے جو اس قرآنی نص صریح کی بلا کسی کتاب و سنت صحیح کی دلیل کے مخالفت کا ارتکاب کرتا ہے!

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ قاضی ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ اس رات سے مراد ''**لَيْلَةُ الْقَدْرِ**'' ہے۔ اور بعض نے کہا کہ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کی رات ہے اور یہ قول باطل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی محکم کتاب میں فرمایا ہے کہ: ''رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا ہے''۔ اس آیت میں یہ نص ہے کہ قرآن کے نزول کا زمانہ رمضان کا مہینہ ہے، پھر اس زمانہ کی تعیین یہاں اس (**لَيْـلَةٍ مُبَـارَكَةٍ**) ''بابرکت رات'' سے کی گئی۔ لہٰذا جو شخص یہ خیال کرے کہ رمضان کے علاوہ دوسری رات ہے تو

اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان لگایا۔ اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے نہ صرف اس کی فضیلت کے بارے میں بلکہ اس رات حیات وموت لکھے جانے کے بارے میں بھی، لہٰذا اس کی طرف مطلق التفات نہ کرو''۔

حافظ ابن رجب رقمطراز ہیں: ''اور شعبان کی پندرہویں شب میں اہلِ شام کے تابعین میں خالد بن معدان، مکحول اور لقمان بن عامر وغیرہ بڑی محنت سے عبادت کرتے تھے۔ انہی تابعین سے لوگوں نے اس رات کی تعظیم وفضیلت اخذ کی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کو اسرائیلی روایات ملی تھیں۔ اس کے بعد لوگوں میں اس رات کی فضیلت وعبادت کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بعض لوگوں نے اس کی تعظیم وفضیلت کو ثابت کیا، ان میں بصرہ کے کچھ عبادت گزار تھے اور علماء حجاز کی اکثریت نے اس کا انکار کیا جن میں عطاء، ابن ابی ملیکہ، فقہاء مدینہ اور امام مالک کے اصحاب ہیں، انہوں نے کہا: یہ سب بدعت ہے۔ اہل شام میں فضیلت ثابت کرنے والوں میں بھی دو فریق ہوگئے: ایک فریق مسجد میں اجتماعی شب بیداری کے استحباب کا قائل ہے، ان میں خالد بن معدان اور لقمان بن عامر وغیرہ ہیں۔ یہ لوگ اس رات بہترین کپڑے پہنتے، سرمہ لگاتے اور مسجد میں خوشبوؤں کی دھونی دیتے اور مسجد میں رات قیام کرتے۔ ان کی موافقت اسحاق بن راہویہ نے بھی کی۔ دوسرا فریق مسجد میں اس مقصد کے لئے اجتماع کو مکروہ کہتا ہے، البتہ انفرادی عبادت وشب بیداری ان کے نزدیک مکروہ نہیں۔ اس کے قائل امام اوزاعی ہیں''۔

خلاصہ یہ کہ جمہور علماء ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو مسجدوں میں نماز ودعا کے لئے اکٹھا ہونے کے مکروہ ہونے پر متفق ہیں، لہٰذا شعبان کی پندرہویں شب کو شب بیداری کے لئے ہر سال جمع ہونا، یا بیچ میں ناغہ کر کے اجتماع کرنا اور اس طرح اس کو ایک عید وخوشی کی شکل دے دینا بدعت ہے اور دین میں نئی بات ہے۔

جہاں تک پندرہویں شعبان کی رات کو انفرادی عبادت وشب بیداری، یا اپنے گھر میں جماعت کے ساتھ عبادت وشب بیداری کا تعلق ہے، تو اس میں بھی علماء دو فریق میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک فریق اس کو بھی بدعت کہتا ہے اور علماء حجاز کی اکثریت اسی کی قائل ہے، جن میں عطاء، ابن ابی ملیکہ، فقہاء مدینہ اور امام مالک کے اصحاب ہیں۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ آدمی کی پندرہویں شعبان کو اپنے گھر میں انفرادی یا جماعت کے ساتھ نماز وعبادت اور شب بیداری مکروہ نہیں ہے۔ اس کے قائل امام اوزاعی، حافظ ابن رجب اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہیں۔

لیکن پہلے فریق کی بات ہی درست، کتاب وسنت اور اجماع امت کے موافق ہے کہ پندرہویں شعبان کی رات کی نماز وعبادت اور شب بیداری بدعت اور دین میں نئی بات ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں:

پہلی وجہ: پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور میرے علم کی حد تک حبیب مصطفیٰ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات کو قیام وشب بیداری کی ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ

تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔سوائے ان تین تابعین سے جن کا ذکر حافظ ابن رجب نے کیا ہے۔اگر نبی پاک ﷺ سے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے یا تابعین رحمہم اللہ سے کچھ ثابت ہوتا تو یہ تینوں تابعین ان کے عمل سے اس رات کی فضیلت وشب بیداری کے لئے استشہاد ضرور کرتے اور اس کو دلیل وحجت بناتے۔معلوم ہوا کہ یہ ان کے بعد کی ایجاد ہے، لہٰذا یہ بدعت ہے جس کی کتاب وسنت اور اجماع امت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ ابوشامہ نے کہا: حافظ ابوالخطاب بن دحیہ نے فرمایا: ''اہلِ جرح وتعدیل فرماتے ہیں کہ پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے سلسلہ میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے''۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے بیان کیا: ''پندرہویں شعبان کی رات کی شب بیداری کے سلسلہ میں نبی پاک ﷺ سے کچھ ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے۔البتہ اس سلسلہ میں اہلِ شام کے فقہاء تابعین کے ایک گروہ سے صرف ان کا عمل ثابت ہے''۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: ''پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے سلسلہ میں چند ضعیف احادیث آئی ہیں جن پر اعتماد جائز نہیں ہے۔اور جہاں تک اس رات میں نماز کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ سب کے سب خانہ ساز اور موضوع ہیں جن پر بہت سارے اہلِ علم نے تنبیہ کردی ہے''۔

دوسری وجہ: حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے بعض تابعین سے اس رات کی تعظیم ومسجد میں شب بیداری کو نقل کیا ہے اور انہوں نے ہی یہ بیان کیا ہے کہ ان تابعین کی دلیل وہ اسرائیلی روایات ہیں جو ان تک پہنچی تھیں۔ اور اسرائیلی روایات کتاب وسنت کے خلاف کب دلیل بن سکتی ہیں؟

انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے ان سے اس رات کی تعظیم وفضیلت اخذ کی، اور تابعین کا عمل کتاب وسنت کے خلاف کب حجت بن سکتی ہے؟

تیسری وجہ: خود پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے قائلین کے معاصرین وہم عصر علماء نے ان کی ان باتوں کا انکار کیا۔اگر قائلین فضیلت کے پاس ایک بھی صحیح دلیل ہوتی تو منکرین کے خلاف اس سے حجت ودلیل پکڑتے، لیکن ان سے یہ منقول نہیں ہے خصوصاً ان کے منکرین میں عطاء بن ابی رباح جیسا فقیہ بھی تھا جو اپنے زمانہ میں مسندِ افتاء سنبھالے ہوئے تھے۔

چوتھی وجہ: بخاری ومسلم کی صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ہر رات کو آخری تہائی رات کے وقت آسمانی دنیا میں نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون ہے جو مجھ کو پکارے اور میں اس کی پکار سنوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اسے عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے اور میں اسے بخش دوں''۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو جھانکنا اور ان کی مغفرت کرنا ہر رات ہوتا ہے، سال کے کسی خاص رات یا چند مخصوص رات پر موقوف نہیں ہے۔

پانچویں وجہ: قائلین جواز وعدم کراہت نے اپنے قول کو کسی دلیل سے تقویت نہیں دی۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہوتی تو وہ ضرور بیان کرتے۔ جبکہ منکرینِ جواز نے نبی پاک ﷺ کے قول کے عموم سے استدلال کیا ہے: **﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾** (مسلم) ''جو شخص ایسا عمل کرے جو ہمارے حکم کے موافق نہیں ہے تو وہ مردود ہے''۔ نیز عموم احادیث نہی اور تحذیر عن البدع سے استدلال کیا ہے۔

اس رات کی عبادت کا چلن کیسے ہوا: علامہ مقدسی فرماتے ہیں: ''ہمارے یہاں بیت المقدس میں نہ صلوٰۃ الرغائب کا رواج تھا نہ صلوٰۃ شعبان کا۔ صلوٰۃ شعبان کا وجود ہمارے یہاں سب سے پہلے ۴۴۸ھ میں ہوا۔ ایک شخص ابن ابی الحمراء نام کا نابلس سے بیت المقدس آیا، وہ قرآن بہت اچھا پڑھتا تھا۔ وہ پندرہ شعبان کی شب میں مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ اس کے حسن قراءت سے متاثر ہوکر ایک شخص اس کے پیچھے کھڑا ہوگیا، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوگیا پھر تیسرا، چوتھا، پانچواں، غرض اس طرح کافی لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ پھر وہ دوسرے سال بھی پندرہ شعبان کی شب میں آیا اور حسب سابق لوگوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر سال بہ سال یہ نماز ہونے لگی اور اس طرح یہ بدعت رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی، گھروں گھروں میں پہنچ گئی اور اب تک جاری ہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ دین میں اضافے ایسے ہی کسی نہ کسی طرح ہوتے رہے اور وہ رفتہ رفتہ جزو دین بنالئے گئے اور دین کی اصل صورت مسخ ہوکر رہ گئی۔ (اس نامعلوم ومجہول شخص کے حالات وسوانح کسی کتاب میں نہیں مل سکے)۔

اس خانہ ساز نماز کا نام رکھا گیا **(اَلصَّلاةُ الألْفِيَةُ)** یعنی وہ نماز جو سو رکعت ہے اور ہر رکعت میں سورہ اخلاص دس دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے، اس طرح سورہ اخلاص ایک ہزار مرتبہ ہوجاتی ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں اس خانہ ساز نماز کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ پندرہویں شعبان کی رات سو رکعت نماز پڑھی جائے، ہر دو رکعت میں سلام پھیرا جائے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **(قُلْ هُوَ اللّٰهُ أحَدٌ)** دس مرتبہ پڑھی جائے۔

جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ پندرہویں شعبان کو **(اَلصَّلاةُ الألْفِيَةُ)** کے نام سے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ بدعت ہے۔ حبیب پاک مصطفیٰ ﷺ نے اس نماز کو پڑھا ہے اور نہ آپ ﷺ کے خلفاء راشدین نے اور نہ ائمہ دین امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ثوری، امام اوزاعی، اور امام لیث رحمہم اللہ میں سے کسی نے اسے پسند کیا ہے۔ نیز اس بارے میں منقول احادیث باتفاق تمام اہلِ علم محدثین جھوٹی، من گھڑنت، خانہ ساز اور موضوع ہیں۔

میرے پیارے مسلمان بھائی! سابقہ تفصیل سے پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت اور اس رات کی **(الصلاۃ الألفية)** نام کی نماز کی حقیقت پر سے پردہ اٹھ چکا ہوگا جس کو برصغیر ہندوپاک میں (شب براءت) کے نام سے پکارا جاتا ہے اور ہر سال جس کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ لوگ غروب آفتاب سے کچھ پہلے ہی مسجدوں میں جمع ہونا شروع ہوجاتے

ہیں، ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو فرض نمازوں تک کے تارک ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں فرض نمازوں کی بھی وہ اہمیت نہیں جو اس شب اور اس کے بدعتی عمل کی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس رات کی برکت سے ان کی سابقہ ساری کوتاہیاں اور خطائیں معدوم ہو جائیں گی اور ان کی عمر میں برکت ہو جائے گی اور ان کے کاروبار اور تجارت میں ترقی ہو جائے گی۔

میرے پیارے بھائی! اب ہم اختصار کے ساتھ ان تمام بدعات وخرافات کو ذیل میں بیان کرتے ہیں جو اس مہینہ میں ہمارے مسلمان بھائی دین سمجھ کر انجام دیتے ہیں اور اپنے مال ووقت اور ذہن ودماغ کو ایسے بے فائدہ اور لا طائل کاموں میں صرف کرتے ہیں جن کا ثواب ملنا تو درکنار بلکہ حبیب مصطفیٰ محمد ﷺ کے فرمان کے بموجب ان کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں۔ یعنی نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

۱۔ شب براءت کو عید کا دن سمجھ کر ملابس اور مکان کی آرائش میں خطیر رقم خرچ کرنے کا اہتمام کرنا جو دین کے نام پر فضول خرچی میں شامل ہے اور جس سے دینِ اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے، کیا یہی رقم کسی کار خیر میں خرچ کرنا ممکن نہیں؟

۲۔ خاندان کے فوت شدہ لوگوں کے من پسند کھانے، مٹھائیاں، حلوے مانڈے اور دیگر اشیاء بنوانے کا اہتمام کرنا اور گھر کے مخصوص جگہوں میں رکھنا تاکہ گھروں میں ان کی روح آئے اور اپنی پسند کا کھانا کھائے۔ یہ بدعقیدگی کی انتہا ہے، کیونکہ نیک روح علیین میں اور برے لوگوں کی روح سجین میں ہوتی ہے اور ان کا یہ حصار توڑ کر دنیا میں آنا قانونِ الٰہی کو چیلنج کرنا نہیں ہے؟ اور کیا علیین وسجین پر متعین فرشتوں کو کوئی روح مات دے سکتی ہے؟

۳۔ گھروں، چھتوں، مکانوں، مسجدوں، درختوں اور قبرستانوں کو چراغاں کرنا، قندیلیں روشن کرنا، پٹاخے چھوڑنا اور آتش بازی کرنا اور پوری رات اس لہو ولعب میں جاگ کر گزارنا، کیا یہ ہندوؤں کے رام نومی، مجوسیوں کی آتش پرستی ومشعل انگیزی اور عیسائیوں کے کرسمس ڈے کی نقل نہیں ہے جس کی اسلام اجازت دے سکتا ہے؟

۴۔ لوگوں کا مسجدوں میں جمع ہونا اور سو رکعت نماز مذکورہ ہیئت کے ساتھ پڑھنا اور پھر شب براءت کے نام سے خانہ ساز اجتماعی دعا تین مرتبہ مانگنا، پہلی بار درازیٔ عمر کی نیت سے، دوسری بار دفع مصائب کی نیت سے اور تیسری بار اس نیت سے کہ اللہ ہم کو لوگوں کا محتاج ودست نگر نہ بنائے، خود ساختہ اور خانہ ساز عمل ہے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت ودلیل نہیں۔ کیا اسلام نے ہر آخری تہائی رات، ہر جمعہ، رمضان کا پورا مہینہ خصوصاً افطاری کے وقت اور اخیر عشرہ، عرفات کا دن، عاشورہ کا دن، عید وبقرعید کی رات ودن وغیرہ دعا وسوالی حاجات کے لئے متعین نہیں کیا ہے؟

۵۔ مسجدوں میں مختلف حلقے بنا کر بیٹھنا، ہر حلقہ کا ایک سردار ہوتا ہے، پورے حلقہ والے اس کی ذکر وتلاوت میں خاص طریقہ کی اقتدا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ (**لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ**) کو (**لاَ يِلاهَ يِللّٰهُ**) کی طرح اور دوسرے اذکار کو ایسے لحن اور ترنم اور ترجیع کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسے گانا گا رہا ہو اور اس طرح اللہ کے دین کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔ کیا یہ دین ہو سکتا ہے؟

۶۔ پوری آرائش وزیب وزینت کے ساتھ عورتیں اس رات کو قبروں کی زیارت کے لئے جاتی ہیں، جبکہ شریعت میں

عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت حرام ہے اور بعض دفعہ پوری بے حیائی کے ساتھ چہروں اور بانہوں کو کھولے مردوں کے سامنے دف بجاتے، بربط پیٹتے اور گاتے ہوئے جاتی ہیں۔ اللہ کی پناہ اس وقت ان کے محرموں کی غیرت کہاں مرجاتی ہے؟

۷۔ بعض لوگ مردہ کے سرہانے ایک لکڑی گاڑ دیتے ہیں اور اس لکڑی کو مُردہ کے حسب حال کپڑے پہناتے ہیں۔ اگر مُردہ عالم یا نیک شخص ہو تو ان کے سامنے اپنے مصائب کو پیش کرتے ہیں اور ان سے ان مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ اگر مُردہ قریبی رشتہ دار ہے تو اس سے باتیں کرتے ہیں اور اس کے مرنے کے بعد کے حالات اس کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اگر مُردہ شوہر یا بیوی ہے تو وہاں بیٹھ کر روتے ہیں اس کی محبت وعشق کا تذکرہ کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا ان کی یہ ساری باتیں مُردے سن سکتے ہیں؟ اگر سنتے ہوتے تو مُردہ کیوں کہلاتے؟

۸۔ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان بدعات وخرافات کا مقصد اس شب براءت اور مسجدوں کی تعظیم وتکریم اور تقرب الٰہی حاصل کرنا ہے۔ کیا بدعات وخرافات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جاسکتا ہے؟

اخیر میں ہم اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس فرمان پر اپنی بات ختم کرتے ہیں: ﴿**مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ**﴾ ''جو شخص ایسا عمل کرے جو ہمارے حکم کے مطابق نہیں ہے، وہ مردود ہے''، (مسلم)۔ شاید کسی سچے محبّ نبی ﷺ کے دل کو بھا جائے اور وہ اپنے سابقہ بدعتی اعمال کو خیر باد کہہ دے اور اللہ غفور رحیم کے یہاں خالص توبہ کرے اور پچھلے بدعتی اعمال کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرلے۔ اے اللہ! تو ہم کو اور ہمارے تمام بے خبر مسلمان بھائیوں کو راہِ ہدایت کی توفیق عطا فرما اور ہدایت دینے والا تو ہی ہے، آمین۔

مراجع ومصادر:

۱. الابداع فی مضار الابتداع، مولفه شیخ علی بن محفوظ رحمه الله.

۲. التحذير من البدع، مولفه شيخ عبد العزيز بن باز رحمه الله.

۳. البدع الحولية، مولفه، عبد الله بن عبد العزيز بن أحمد تويجرى.

۴. فتاویٰ اللجنة الدائمة، رياض، سعودی عرب.

۵. فتاویٰ الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز رحمه الله.

۶. الجامع لأحكام القرآن للقرطبی.

۷. ترجمه قرآن كريم، مولانا محمد جوناگڑھی، تفسير حافظ صلاح الدين يوسف.